امامِ اعظم اور علمَ الحدیث



مصنف

حضور فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ التفسیر والحدیث، خلیفہ مفتی اعظم ہند،
حضرت علامہ حافظ پیر مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر تحریکِ اتحادِ اہلسنّت پاکستان (کراچی)

﴿حضور فیضِ ملت کی سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے متعلق تحریر کردہ چند تصانیف﴾

زیرنظر رسالہ ''امامِ اعظم اور علم الحدیث'' حضور فیض ملت علیہ الرحمہ کا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمِ حدیث کے حوالہ سے ایک جامع اور بہترین رسالہ ہے۔اس رسالے کے علاوہ حضور فیضِ ملّت مفسرِاعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ نے امامِ اعظم سے متعلق جو کتابیں تحریر فرمائی ہیں ان میں سے چند کتابوں کا ذکر کرتا ہوں۔

☆مناقب الموفق (ترجمہ)

یہ عربی کتاب صدرالائمہ امام موفق مکی (متوفی ۵۶۸ھ) کی ہے۔حضور فیض ملت قدس سرہٗ نے اس کتاب کا اردو ترجمہ فرمایا جس کی ضخامت ۵۴۸ صفحات ہیں اس کی ترتیب حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم اے (لاہور) نے فرمائی اشاعت کی سعادت مکتبہ نبویہ لاہور کے حصہ میں آئی۔

☆مناقب الکردی (ترجمہ)

☆مناقبِ امامِ اعظم
☆امام اعظم کی فقاہت
☆امامِ اعظم اوران کے اساتذہ علم الحدیث
☆امامِ اعظم اورامام بخاری
☆امامِ اعظم اورامام حسن بصری
☆امامِ اعظم اورعلم الحدیث
☆امام اعظم کا تبحر فی الحدیث
☆سیرت امام ابوحنیفہ
☆سترہ احادیث کا جواب
☆امام اعظم کی حاظر جوابی
☆امام اعظم حضوا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت ہیں

اس مقالہ میں حضور فیض ملت نوراللہ مرقدہٗ نے حدیث مبارکہ ''دین اگر ثریا میں ہوگا تو فارس کا ایک شخص وہاں سے بھی حاصل کریگا'' یہاں شخص سے مراد سیدنا اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں مستند محدثین کے اقوال وشروحات کے حوالے سے اس مقالہ کو مدلل انداز سے تحریر فرمایا اس

مقالہ میں قصیدہ نعمانیہ کے چند اشعار کا ترجمہ اور شرح لکھ کر امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ واضح فرمایا جو ''ماہنامہ فیض عالم'' بہاولپور شمارہ رجب المرجب شعبان ۱۴۲۵ھ میں صفحہ نمبر ۱۳ تا ۲۲ پر شائع ہوا۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ کا وصیت نامہ امام ابو یوسف کے نام

☆ فیض الباری فی موازنۃ ابی حنیفہ والبخاری

☆ شرح قصیدہ نعمان

☆ امام اعظم ابوحنیفہ کے تدوین فقہ میں معاونین تلامذہ

اس رسالہ میں حضور فیض ملت علیہ الرحمۃ نے امام اعظم کے فقہ حنفیہ کی تدوین میں معاونت کرنے والے پچاس کے قریب تلامذہ کا مختصر تعارف پیش فرمایا۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیاض احمد اویسی

خادم دارالتصنیف حضور فیض ملت جامعہ اویسیہ رضویہ

بہاولپور پنجاب پاکستان

۱۸ر جمادی الأولیٰ ۱۴۳۵ھ، 19 مارچ 2014ء شب جمعرات بعد صلوٰۃ العشاء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

نام ﷺ آپ کا نام نعمان، کنیت ابو حنیفہ، لقب امامِ اعظم ہے۔ نعمان کے لغوی معنی اس خون کے ہیں جس سے بدن کا اقوام ہے۔

آپ کو نعمان اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کی وجہ سے علمِ فقہ کا قوام ہے یا نعمان ایک سرخ خوشبودار گھاس ہے چونکہ آپ کے خصائلِ حمیدہ غایت کمال کو پہنچے ہوئے تھے اس لئے نعمان کہلائے۔

کنیت ﷺ ابو حنیفہ کے نام سے زیادہ مشہور ہیں اور حنیفہ حنیف کا مؤنث ہے جس کے معنی ناسک اور عابد ہیں چونکہ آپ مائل بحق تھے اس لئے حنیف کہلائے یا ابو حنیفہ کا مطلب ہے

"ابو الملۃ الحنیفہ"

(ادیانِ باطلہ سے اعراض کر کے دینِ حق کو اختیار کرنے والا)

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خطاب کر کے فرمایا

فَاتَّبِعُوۡا مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا۔ (پارہ ۴، سورۃ آل عمران، آیت ۹۵)

ترجمہ: تو ابراہیم کے دین پر چلو۔ (کنز الایمان)

امام ابو حنیفہ نے اس نسبت سے اپنی کنیت ابو حنیفہ اختیار کی۔

ازالۂ وہم ﷺ یہ غلط ہے کہ آپ کی لڑکی کا نام حنیفہ تھا اس لئے ابو حنیفہ کہلائے کیونکہ اولاد ذکور و اناث سے صرف آپ کے ایک صاحبزادے حماد تھے یا زبانِ عراق میں

حنیفہ دوات کو کہتے ہیں چونکہ آپ کے پاس تحریر و مسائل کے لئے ہر وقت دوات رہتی تھی اس لئے ابوحنیفہ کہلائے۔

آپ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد حضرت ثابت بچپن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی اور مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا بے اثر نہ رہی۔ حضرت امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دعا کا اثر بن کر اُفقِ عالم پر رونق افروز ہوئے۔ آپ کے دادا، زوطی نے فارس سے ہجرت کر کے کوفہ میں سکونت اختیار فرمائی کیونکہ کوفہ اس زمانہ میں دارالخلافہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور تھا اس وجہ سے علم وفضل کا مرکز بھی تھا اور بڑے بڑے محدثین اور علماءِ ربّانیین کا مرکز و مرجع تھا۔ آپ کے دادا اکثر اوقات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور عقیدت و نیاز مندی کا اظہار کرتے تھے۔ حضرت مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ پر بزرگانہ شفقت فرماتے اور آپ کے حق میں دعائے خیر فرماتے تھے۔ امام صاحب کے والد ماجد تجارت کر کے زندگی گزارا کرتے تھے۔ چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرزند عظیم عطا فرمایا جو آگے چل کر امامِ اعظم کے لقب سے ملقب ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب عبدالملک بن مروان سریرآرائے سلطنت تھا۔

امامِ اعظم کی طالب علمی کا آغاز﴾ ''مفتاح السعادۃ'' علامہ کبریٰ زادہ مطبوعہ حیدرآباد میں ہے جب آپ کے والد ماجد فوت ہوئے تو آپ کی والدہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا، آپ نے امام صاحب کی گود میں پرورش پائی۔

مقدمہ بزازیہ مولوی عبدالحیٔ لکھنوی وحدائق الحنفیّہ مولوی فقیر محمد مرحوم وتحفہ اثنا

عشریہ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۶۲، ۶۸ اور ''فرع نامی'' صدیق حسن بھوپالی صفحہ ۱۶۱ وغیرہ میں ہے کہ امام موصوف علیہ الرحمۃ نے دو سال امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر ظاہری اور باطنی فیضان وعلوم حاصل کئے چنانچہ آپ فرماتے ہیں'' لــــولا السنتان لھلک النعمان'' اگر یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتے۔ ابن تیمیہ حرانی نے ''منہاج السنۃ'' میں اس کا انکار کیا ہے مگر شبلی نعمانی نے ''سیرۃ النعمان'' صفحہ ۲۹، ۴۶ میں لکھا ہے کہ ابن تیمیہ کی گستاخی اور خیرہ چشمی ہے۔ آپ کو فرع العلم (علم کا مغز) کہا گیا ہے۔ کوئی عورت ایسی نہیں جس نے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اعقل (زیادہ عقلمند) جنا ہو۔

تعلیم وتربیت امام صاحب کے بچپن کا زمانہ نہایت فتنوں کا زمانہ تھا۔ حجاج بن یوسف جیسا ظالم عراق کا گورنر تھا اور ہر طرف اس کے ظلم وستم کا سکہ چل رہا تھا۔ ایسے پُرفتن وقت میں علماء، فقہاء اور محدثین کو بھی ذہنی سکون کہاں حاصل ہو سکتا تھا۔ بیشتر محدثین اور حق پرست بزرگ حجاج کے ظلم وستم کا نشانہ بنے۔ تعلیم وتدریس اور اشاعتِ اسلام کا کام پھر بھی جاری رہا اور اہلِ علم باوجود بدامنی اور فساد کے اپنے اپنے حلقۂ درس میں علم وحکمت سے لوگوں کو مالا مال کر رہے تھے۔ عدل وانصاف کا بول بالا ہو گیا، یہی وہ وقت تھا جب امام صاحب کے دل میں علم کی چنگاری روشن ہوئی اور واقعہ ذیل نے آپ کے دل کی دنیا پلٹ دی۔ ہوا یوں کہ امام صاحب ایک روز بازار سے گزر رہے تھے اثناءِ راہ میں امام شعبی کا مکان پڑا جو کوفہ کے نامور محدث وامام تھے۔ آپ نے امام صاحب کو بلا کر پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ عرض کیا فلاں سوداگر کے پاس، امام شعبی نے فرمایا میاں صاحبزادے پڑھتے کس سے ہو؟ عرض کیا کسی سے بھی

نہیں۔امام شعبی نے فرمایا مجھے تمہاری پیشانی میں سعادت وخوش بختی کے آثار نظر آتے ہیں،تم علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو۔امام صاحب پر اس نصیحت کا بے حد اثر ہوا اور تہیہ کرلیا کہ تجارت وکاروبار کے ساتھ ساتھ تحصیلِ علم بھی کروں گا۔

امام حماد کی شاگردی ﴾کوفہ میں ان دنوں حضرت امام حماد جیسا فقیہہ وقت استاد ومحدث موجود تھا۔آپ کے علمی مرتبہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ بڑے بڑے ائمہ ومحدثینِ وقت آپ کے شاگرد تھے جو خود مسلم الثبوت استاد سمجھے جاتے تھے۔آپ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدار بھی کیا تھا اوران سے حدیث بھی سنی تھی۔آپ دولت مند تھے اس لئے فکر معاش سے بے نیاز تھے اوراطمینان کے ساتھ کوفہ کے مسند علم پر جلوہ افروز تھے۔ایک دن عجیب واقعہ ہوا جس نے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کو بالکل بدل ڈالا۔ ہوا یوں کہ ایک عورت نے آکر آپ سے سنت طریقہ پر طلاق دینے کا مسئلہ پوچھا آپ خود تو بتا نہ سکے فرمایا حضرت حماد کے حلقۂ درس میں چلی جاؤ اور جو جواب وہ دیں مجھے بتاتی جانا۔عورت واپس نہ آئی ،آپ فرماتے ہیں مجھے سخت غیرت ہوئی اسی وقت اُٹھ کھڑا ہوا اور حضرت حماد کے حلقۂ درس میں جا بیٹھا۔آپ کو اجنبی سمجھ کر مبتدیوں کی صف میں بٹھایا گیا۔چند ہی روز کے بعد جب امام حماد پر آپ کے جوہر کھلے تو آپ کو سب سے اگلی صف میں بیٹھنے کا حکم دیا۔علمِ فقہ میں آپ نے تمام تر کمالات امام حماد ہی سے حاصل کئے اور اسی زمانہ میں آپ نے علمِ حدیث کا حصول بھی شروع کردیا لیکن حضرت حماد کے حلقۂ درس سے بھی جدا نہ ہوئے۔امام حماد کی نظر فیضِ اثر نے بہت جلد لائق شاگرد کو کندن بنادیا۔ان کی وفات ۱۲۰ھ کے بعد آپ نے خود اپنا حلقۂ درس قائم کرلیا۔اب دور دور سے تشنگانِ علم آتے

اور اپنی پیاس بجھا کر واپس جاتے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ تمام اسلامی ممالک میں علمِ حدیث کا بازار گرم تھا۔ بڑے بڑے شہروں مثلاً کوفہ، مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، یمن، بصرہ میں تو ایسے پائے کے محدثین موجود تھے جن کی مثل آج تک کوئی پیدا نہ ہوا۔ امام صاحب نے کوفہ کے تمام محدثین سے فیض حاصل کیا لیکن پھر بھی علمِ حدیث کی طلب میں کمی نہ آئی تو بصرہ، یمن، مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ کا سفر کیا اور تمام قابلِ ذکر محدثین سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ خاص طور پر مکہ معظّمہ میں حضرت عطا سے، اس وقت مکہ معظّمہ کے بچے بچے کی زبان پر "قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و آلہ وسلم" کے الفاظ سنے جاتے تھے، مکہ کا کوئی ایسا گھر نہ تھا جہاں حضرت عطا کا فیض نہ پہنچا ہو اور کیوں نہ ہوآپ کو یہ شرف حاصل تھا کہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے حدیث سنی تھی۔ بلاواسطہ وہ فیض حاصل کیا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو پہنچایا تھا۔ کم وبیش (دوسو) صحابہ کرام کے دیدار سے قلب ونظر کو منور کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے تھے فرمایا کرتے تھے کہ "عطاء کے ہوتے ہوئے لوگ مجھ سے مسائل پوچھنے کیوں آتے ہیں؟"

اس سے آپ کے علم وفضل کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عمر بن دینار جیسے محدثین جو امامِ وقت کے لقب سے ملقب ہوئے انہی کے فیض سے امامِ اعظم مالا مال ہوئے۔

حضرت عطاء کے حلقۂ درس میں امامِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب حضرت عطاء

ابن ابی رباح (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے عقیدہ پوچھا، عرض کیا گزرے ہوئے بزرگوں کو برا نہیں کہتا، گنہگار کو کافر نہیں سمجھتا اور قضا و قدر کا قائل ہوں۔

حضرت عطاء نے اپنے حلقۂ درس میں بیٹھنے کی اجازت دے دی۔ چند ہی روز میں قابل استاد نے لائق شاگرد میں قبولِ صلاحیت کا جوہر بھانپ لیا اور بڑی توجہ کے ساتھ علومِ نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے مالا مال کیا۔ مکہ معظّمہ کے بعد مدینہ منورہ کا سفر فرمایا اور مشہور تابعی اور جلیل القدر مفسر قرآن حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علوم و فیوض اور کمالاتِ باطنی حاصل کئے ۔ یہ وہی عکرمہ ہیں جن کے متعلق حضرت امام شعبی کہا کرتے کہ اب قرآن پاک کو عکرمہ سے بڑھ کر جاننے والا کوئی نہیں۔

امامِ اعظم کے اساتذہ

فقہ کے ساتھ ساتھ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث کی تحصیل بھی جاری کی۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد کثیر ہے یہ اس لئے کہ جو حضرات بھی فنِ حدیث میں امام اور حجت تسلیم کئے جاتے تھے ان سب کو آپ نے استاد تسلیم کیا۔ صدرالائمہ امام موفق بن احمد مکی نے ابوعبداللہ بن حفص کے حوالے سے آپ کے چار ہزار اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔ حافظ ذہبی نے نافع، عبدالرحمٰن بن ہرمز، الاعرج، قتادہ، عمرو دینار اور ابواسحاق کا ذکر کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

علامہ ملا علی قاری نے آپ کے مشائخ ربیعہ، زید بن اسلم، شعبہ بن نجاج، ابوبکر بن

عاصم، ابی الخبو را اور مر بن شرجیل کا ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ''تہذیب التہذیب'' میں لکھتے ہیں کہ امامِ اعظم کے تمام اساتذہ اور مشائخ کا ذکر تو مشکل ہے لیکن چند مشاہیر اساتذہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ امامِ اعظم کو بعض صحابہ کرام سے بھی روایتِ حدیث کا شرف حاصل ہے جن میں مشہور صحابی خادمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت انس اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی آگے لکھتے ہیں حضرت عطاء بن رباح، عاصم بن ابی نجود، علقمہ بن عامر، حماد بن ابی سلیمان، حکم بن عتبہ، سلمہ بن سہیل، ابوجعفر محمد بن علی، علی بن احمد، زیاد بن علاقہ، سعید بن مسروق، ثوری، عدی بن ثابت الانصاری، عطیہ بن سعید عوفی، ابوسفیان سعدی، عبدالکریم ابوامیہ، یحیٰ بن سعید انصاری اور ہشام بن عمرو مشائخ حدیث میں قابل ذکر ہیں۔

ان کے علاوہ مشہور محدث و امام حضرت اوزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آپ نے حدیث کی سند لی۔

﴿دورِ صحابہ اور امامِ اعظم﴾

حضرت امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد طفلی و عہد تعلیمی وہ مقدس زمانہ تھا کہ اکثر صحابہ کرام بقید حیات موجود تھے۔ فہرست ملاحظہ فرمائیے

(۱) مقدام بن معدی کرب (وفات ۸۷ھ)

(۲) ابوامامہ (وفات ۸۶ھ)

(۳) عمرو بن حریث (وفات ۸۵ھ)

(۴) عبداللہ (وفات ۸۸ھ)

(۵) ابن عطاء (وفات ۸۶ھ)

(۶) عبداللہ بن حارث (وفات ۸۵ھ یا ۸۸ھ)

(۷) حضرت عتبہ بن عبدالسلمی (وفات ۹۰ھ)

(۸) طارق بن شہاب بجلی کوفی (وفات ۸۳ھ)

(۹) سائب بن کندی (وفات ۹۰ھ)

(۱۰) اسعد بن سہل بن حنیف انصاری (وفات ۱۰۰ھ)

(۱۱) عبداللہ بن ثعلبہ (وفات ۸۹ھ)

(۱۲) عبداللہ بن حارث بن نوفل (وفات ۹۹ھ)

(۱۳) حضرت عمرو بن ابی سلمہ (وفات ۸۳ھ)

(۱۴) مالک بن حویرث (وفات ۸۴ھ)

(۱۵) حضرت محمود (وفات ۹۵ھ)

(۱۶) حضرت مالک بن اوس (وفات ۹۲ھ)

(۱۷) واثلہ بن اسقع

(۱۸) ابی طفیل (وفات ۱۱۵ھ)

(۱۹) حضرت انس بن مالک خادمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (وفات ۹۳ھ)

(۲۰) حضرت عبداللہ (وفات ۸۳ھ) رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

روایت از صحابہ کرام ﷺ امام خوارزمی نے جن اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

سے امامِ اعظم کا روایت کرنا لکھا ہے ان کے اسماءِ گرامی یہ ہیں

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸) حضرت عائش بن عجر ہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

﴿امام اعظم کے تلامذہ﴾

آپ کو جس طرح علمِ فقہ میں بلند مقام حاصل ہے اسی طرح علمِ حدیث کے بھی امام تسلیم کئے گئے ہیں۔آپ سے اسی (۸۰) تلامذہ نے علمِ فقہ وحدیث حاصل کیا اور دنیائے اسلام میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔مشہور شاگردوں کے اسماءِ گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲) حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳) حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

چار ہزار احادیث روایت کرتے تھے اوراصولِ احکامِ اسلام کے ماہرین جانتے

ہیں کہ احکام کی احادیث بھی کُل چار ہزار ہے جنہیں بعد میں فنِ حدیث کے ماہرین نے لاکھوں تک پہنچایا یعنی اُصولی لحاظ سے تو وہی چار ہزار احادیث ہیں لیکن طرق واسانید میں اختلاف کی کسی وجہ سے وہی چار ہزار لاکھوں میں پہنچیں تو اس بناء پر ان ضروریات کو پورا کرنے والا امامِ اعظم ہی ہو سکتے ہیں۔

فقیر اُویسی غفرلہ ذیل میں چند محدثین کے اسماءِ گرامی گنا تا ہے جن سے آنے والے محدثین اور اصحابِ صحاح سمیت وغیرہم ان کے خوشہ چیں ہیں اور وہ ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاسہ لیس ہیں۔

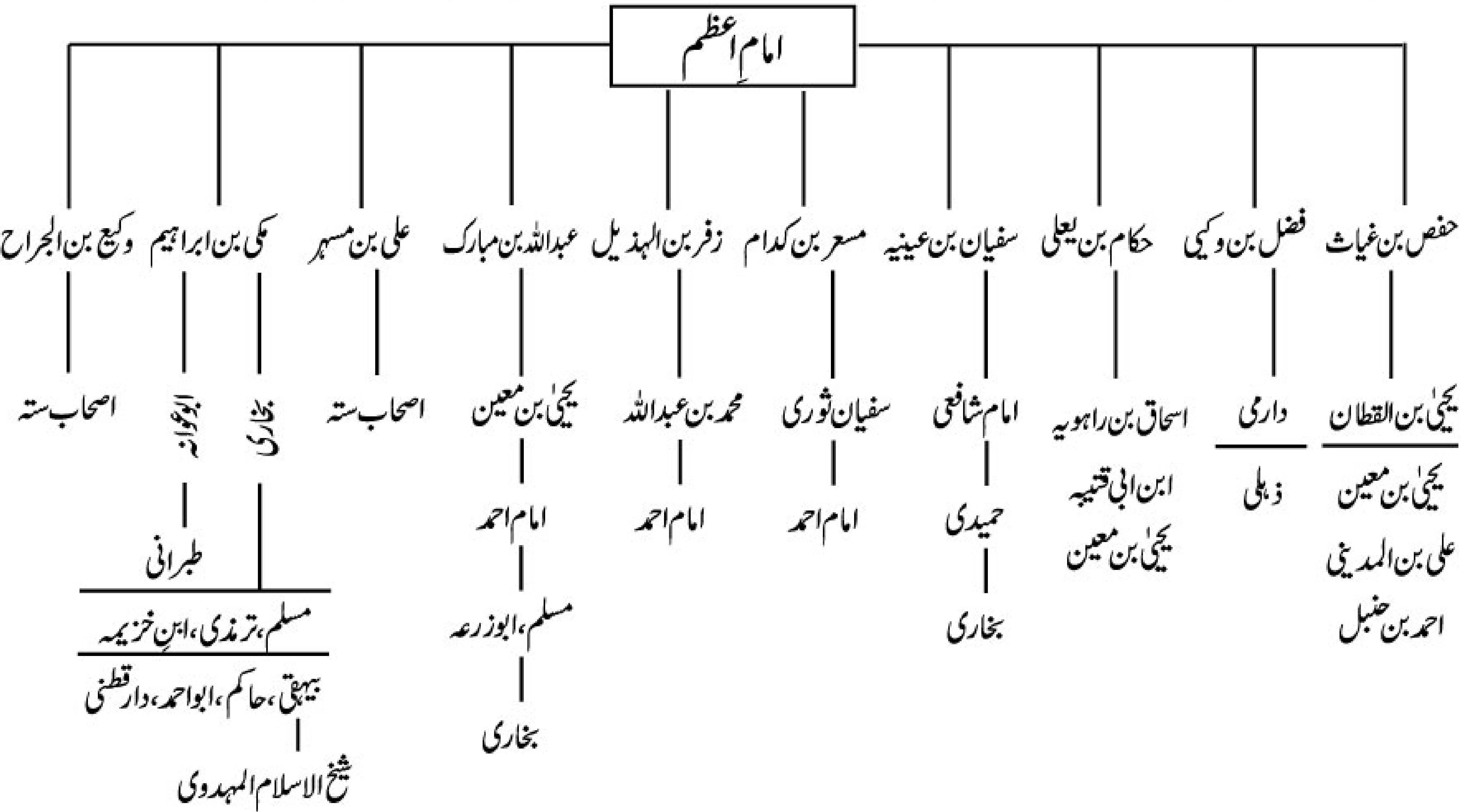
اسی لئے اسرائیل (محدث) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ نعمان کیا مزیدار بزرگ تھے کہ فقہ سے متعلق ہر حدیث ان کو یاد تھی۔اس لئے خلفاء وامراء اور وزراء سب ہی ان کی عزت کرتے تھے۔

یہ مثال تو عرب وعجم میں مشہور ہے کہ درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے۔اس معنی پر امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''الخیرات الحسان'' (صفحہ ۱۸) میں امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند مشاہیر محدثین تلامذہ کے اسماء گرامی لکھ کر فرمایا ''ناھیک بھؤلاء الا'' یعنی امامِ اعظم کو سمجھنے کے لئے یہی ائمہ کافی ہیں۔امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ کبیر میں،حدیث میں امامِ اعظم کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات کے اسماء لکھے ہیں

(۱)عباد بن العوام (۲)عبداللہ بن المبارک (۳)ہشیم (۴)وکیع (۵)مسلم بن خالد (۶)ابوسفیان (۷)المقری اور شیخ الاسلام ابن ابی حاتم رازی نے ان پر عبدالرزاق اور ابونعیم کا اضافہ کیا۔اس پر بڑے اکابر محدثین نے اپنی تصانیف میں

اضافے کئے اور ہر ایک نے نامی گرامی ائمہ محدثین کے اسماء بتائیں جنہیں امامِ اعظم سے بلاواسطہ تلمذ کا شرف حاصل ہے۔ حضرت حافظ عبدالقادر قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اضافات دراضافات کی تفصیل کو دو لفظوں میں ذکر فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار ہزار ائمہ حدیث نے روایت کی۔

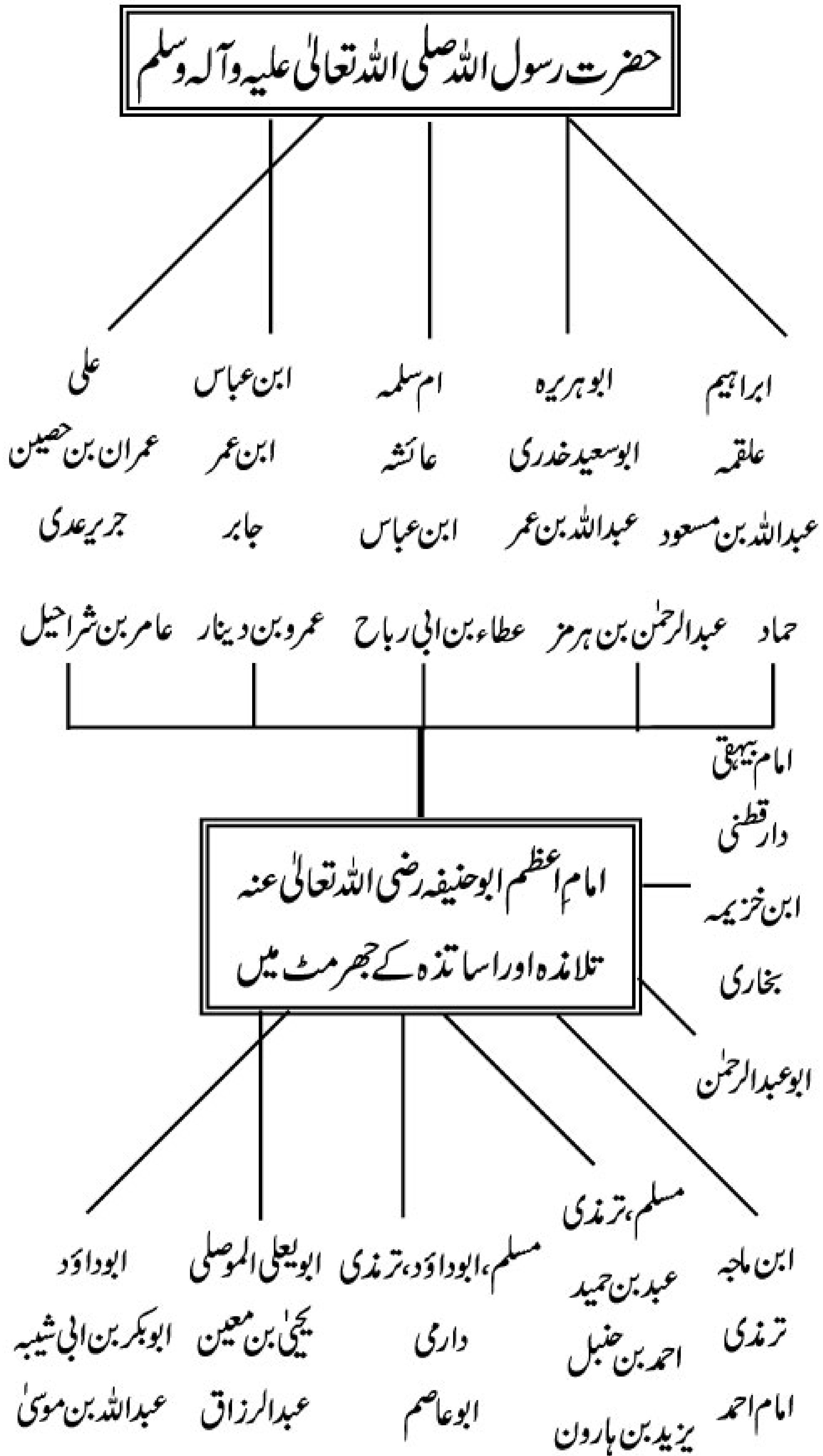
حافظ ذہبی کا فیصلہ ﴿ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے تلامذہ کو دو قسم پر تقسیم کر کے فقہ کے تلامذہ پر تبصرہ کرنے کے بعد امامِ اعظم کے ائمہ حدیث شاگردوں کے متعلق لکھا کہ "روی عنہ من المحدثین والفقہاء عدۃ لا یحصون" (امامِ اعظم سے اَن گنت ائمہ حدیث وفقہ نے روایت کی ہے) حاشیہ نسائی میں امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے لکھا کہ اسلام کے مشہور ائمہ میں سے کسی کے اتنے شاگرد نہیں ہوئے جس قدر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہوئے اور جس قدر علماء نے آپ سے استفادہ کیا کسی اور سے نہیں کیا۔ تفصیل لکھی جائے تو ایک ضخیم کتاب ہوسکتی ہے یہاں صرف چند نقشہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس سے قارئین خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دنیائے عالم کا کوئی محدث اور فقیہ اور مفتی ایسا نہ ملے گا جس کو امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رشتۂ تلمذ نہ ہو۔ صحاح ستہ (بخاری ومسلم سمیت) تمام کے تمام ہمارے امام اعظم کے علمی خزانہ کے موتی ہیں۔



امامِ اعظم
حفص بن غیاث
یحییٰ بن القطان
یحییٰ بن معین
علی بن المدینی
احمد بن حنبل
فضل بن وکیں
دارمی
ذہلی
حکام بن یعلی
اسحاق بن راہویہ
ابن ابی قتیبہ
یحییٰ بن معین
سفیان بن عیینہ
امام شافعی
حمیدی
بخاری
مسعر بن کدام
سفیان ثوری
امام احمد
زفر بن الہذیل
محمد بن عبداللہ
امام احمد
عبداللہ بن مبارک
یحییٰ بن معین
امام احمد
مسلم، ابوزرعہ
بخاری
علی بن مسہر
اصحاب ستہ
مکی بن ابراہیم
بخاری
ابوعوانہ
طبرانی
مسلم، ترمذی، ابنِ خزیمہ
بیہقی، حاکم، ابواحمد، دارقطنی
شیخ الاسلام المہدوی
وکیع بن الجراح
اصحاب ستہ

امام اعظم ابو حنیفہ

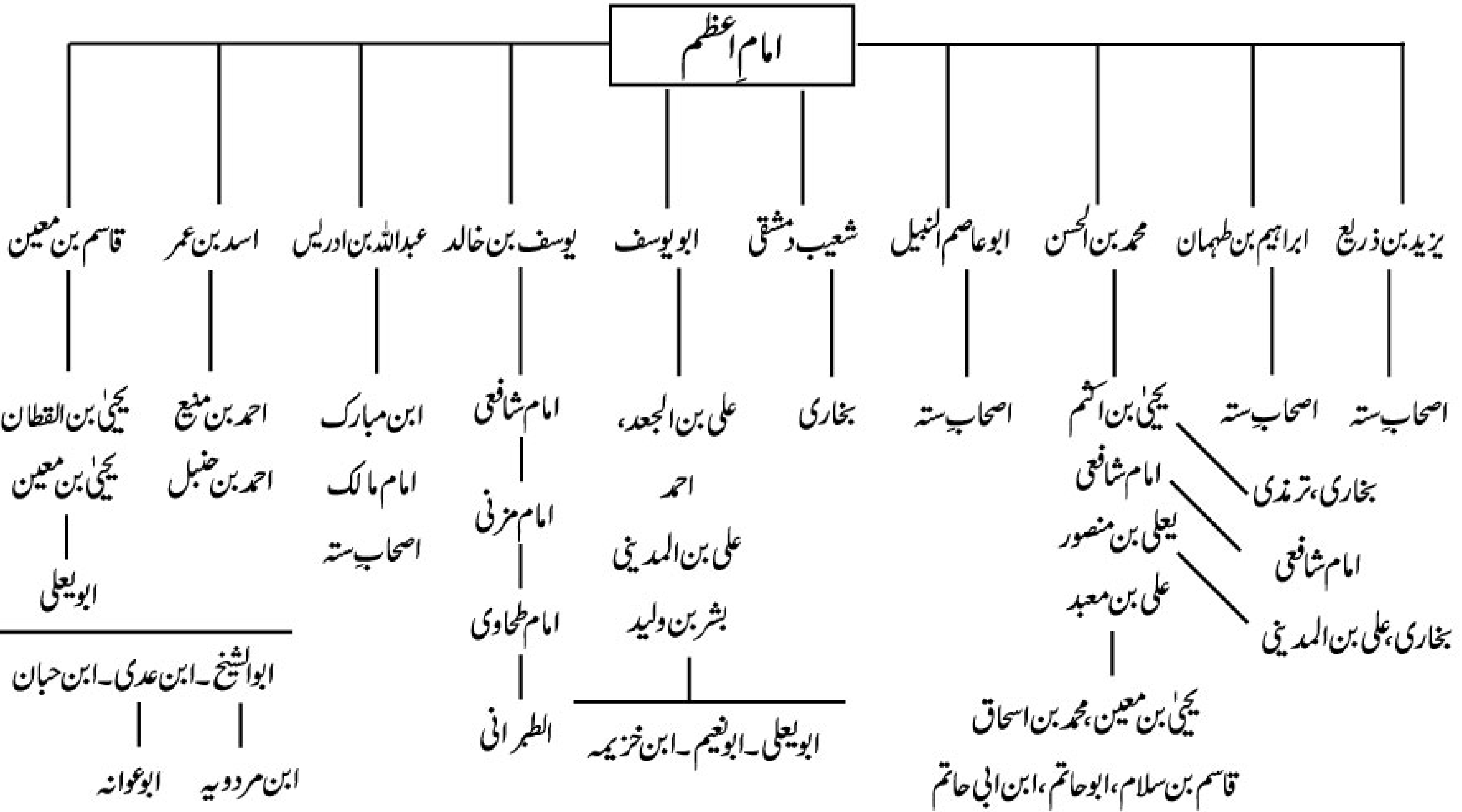
عبداللہ المبارک	عبدالرحمٰن بن مہدی، اسحاق بن راہویہ، علی بن المدینی، محمد بن یحییٰ الذہلی، یحییٰ بن معین، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، ابوزرعہ
عبداللہ بن یزید المقری	امام احمد، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ، ابوالقاسم البغوی، امام بخاری، محمد بن نصر مروزی، جذرہ، مطین، ابن خزیمہ
ابو عاصم النبیل	الدارمی، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، جعفر الفریانی، ابو مسلم الکجی، ابوبکر القطیعی، ابوالقاسم الطبرانی، النجاد، اتفراد
مکی بن ابراہیم	الکریمی، ابن الانبار ابوبکر القطیعی، ابوبکر شافعی الذھل، ابوزرعہ، ابن خزیمہ، السراج، بخاری
یحییٰ بن زکریا	ابوکریب، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، یعوب بن ابراہیم، یحییٰ بن صاعد، قاسم، بقی بن مخلد

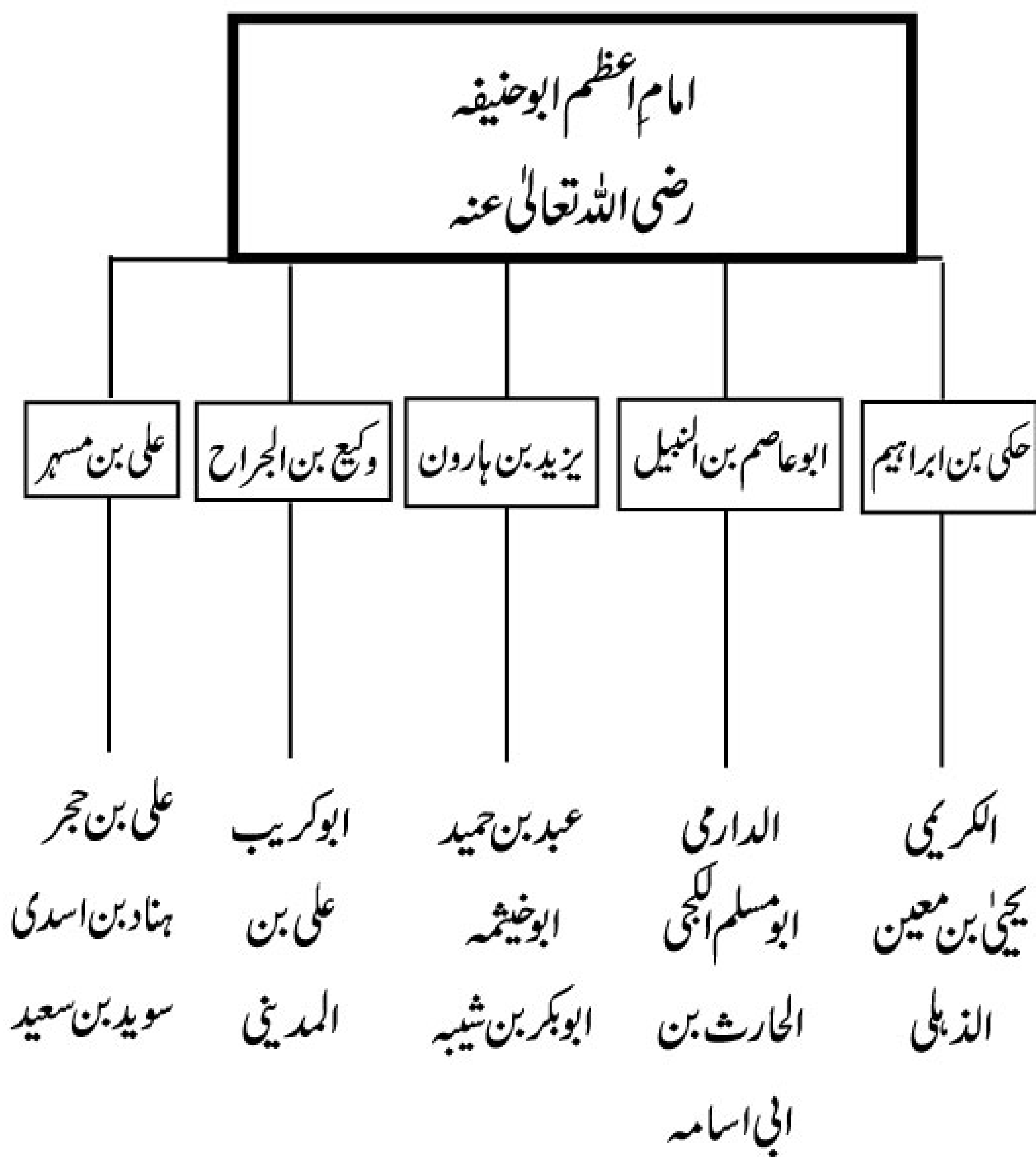


حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
ابراہیم
علقمہ
عبداللہ بن مسعود
ابوہریرہ
ابوسعید خدری
عبداللہ بن عمر
ام سلمہ
عائشہ
ابن عباس
ابن عباس
ابن عمر
جابر
علی
عمران بن حصین
جریر عدی
حماد
عبدالرحمٰن بن ہرمز
عطاء بن ابی رباح
عمرو بن دینار
عامر بن شراحیل
امام بیہقی
دار قطنی
ابن خزیمہ
بخاری
ابوعبدالرحمٰن
امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
تلامذہ اور اساتذہ کے جھرمٹ میں
ابن ماجہ
ترمذی
امام احمد
مسلم، ترمذی
عبد بن حمید
احمد بن حنبل
یزید بن ہارون
مسلم، ابوداؤد، ترمذی
دارمی
ابوعاصم
ابویعلی الموصلی
یحیٰی بن معین
عبدالرزاق
ابوداؤد
ابوبکر بن ابی شیبہ
عبداللہ بن موسیٰ

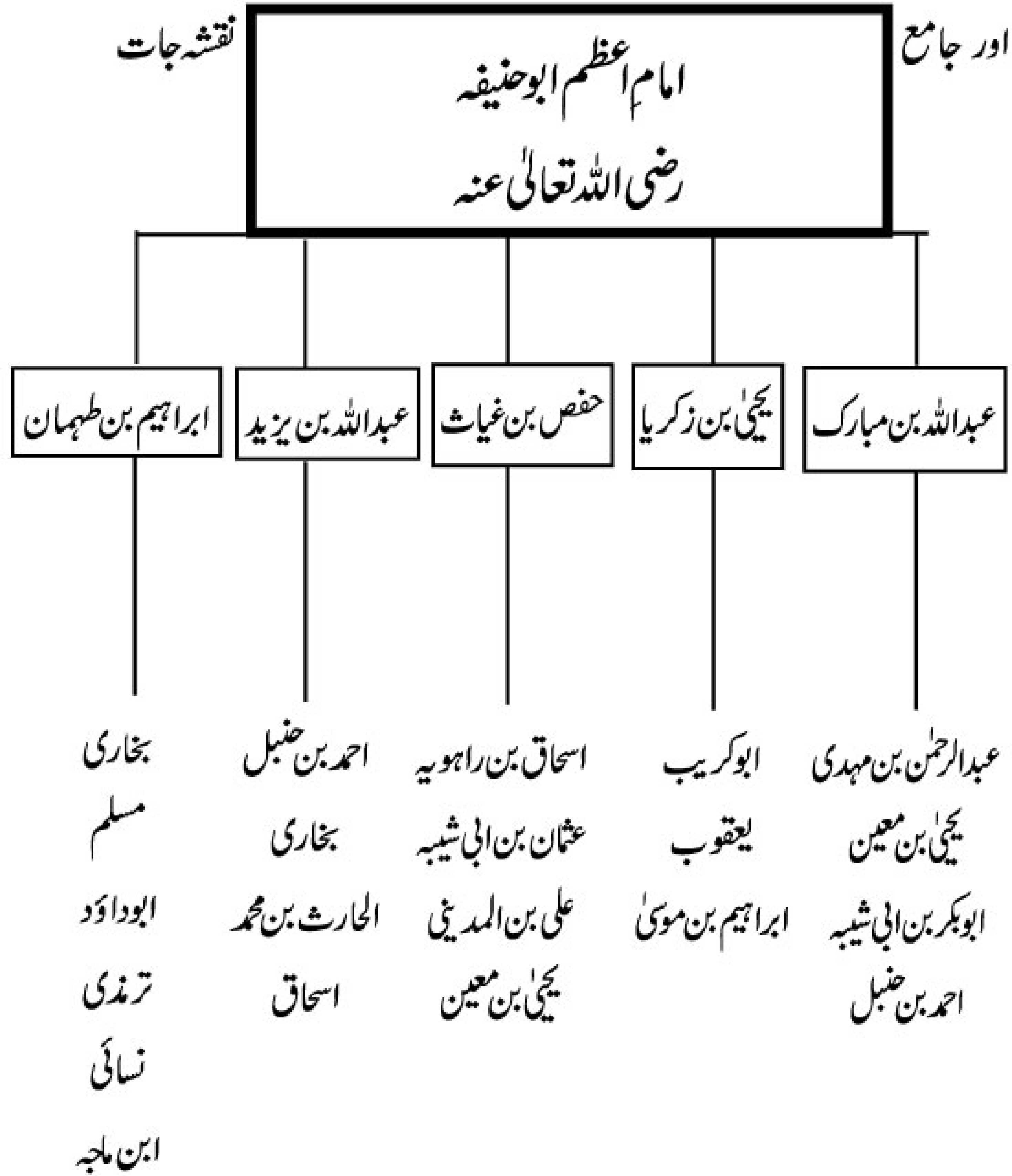
امامِ اعظم ابوحنیفہ

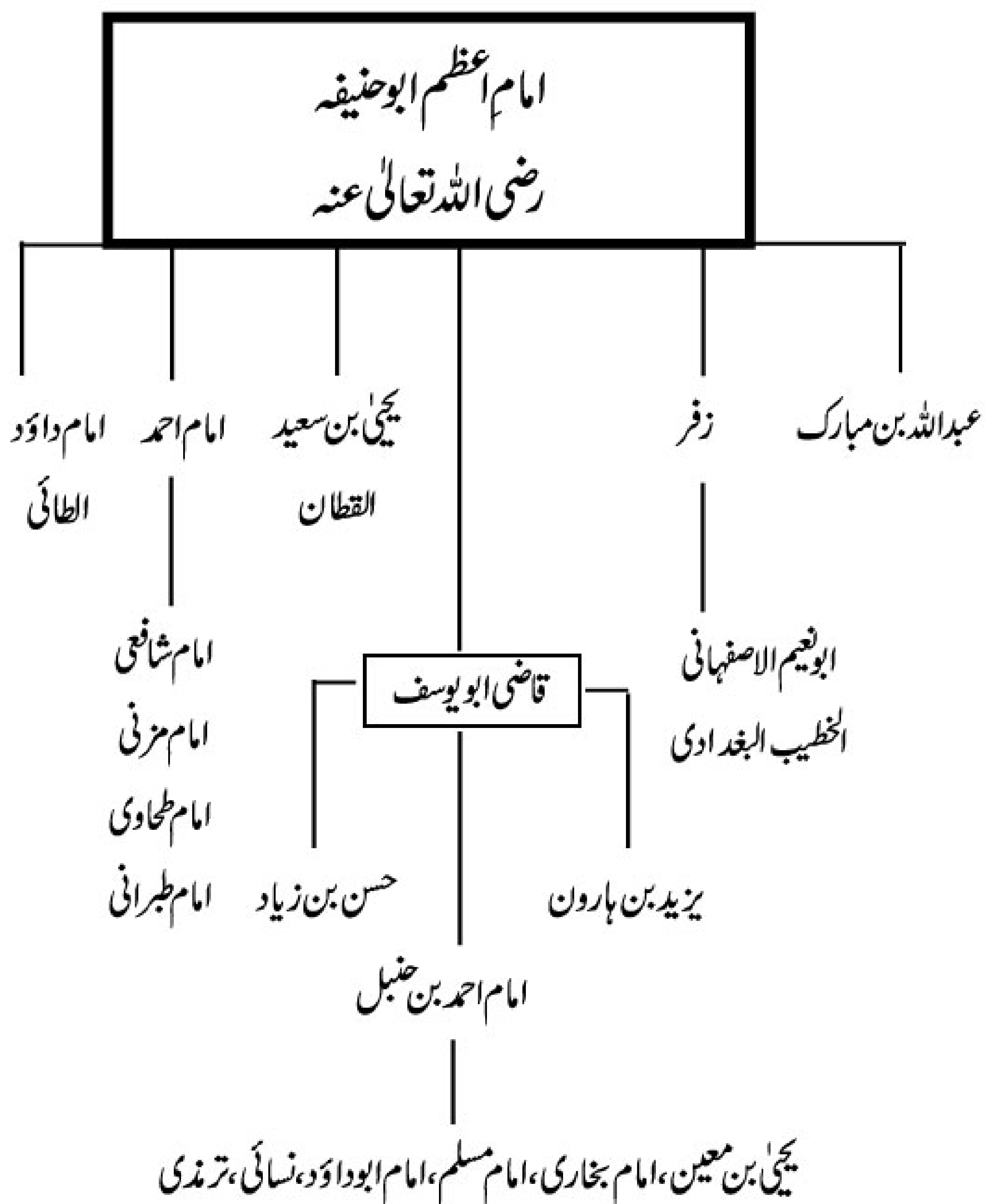
اسحاق بن ابرہیم، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، عثمان بن ابی شیبہ، ابویعلی، جعفر الفریابی، نسائی، ابن ماجہ	حفص بن غیاث
امام بخاری، محمد بن نصر مروزی، ابن خزیمہ، صالح بن جذرہ، نسائی، ابوبشر الدولابی، ابوالقاسم، الطبرانی	ابراہیم بن طہمان
علی بن المدینی، ذہلی، بخاری، ابویعلی، ابوبکر بن ابی شیبہ، ابوزرعہ، بقی بن مخلد، الفریابی	وکیع بن الجراح
علی بن حجر، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ہناد بن اسدی، ابوزرعہ، ابوالعباس، عبدان	علی بن مسہر
یحیٰی بن آدم، احمد، اسحاق، عبد بن حمید، الحسن بن علی، ابونعیم، محمد بن یحیٰی الذہلی، بخاری، دارمی، القتات	مسعر بن کدام


امامِ اعظم
یزید بن ذریع
اصحابِ ستہ
ابراہیم بن طہمان
اصحابِ ستہ
محمد بن الحسن
یحیٰ بن اکثم
بخاری، ترمذی
امام شافعی
امام شافعی
یعلی بن منصور
بخاری، علی بن المدینی
علی بن معبد
یحیٰ بن معین، محمد بن اسحاق
قاسم بن سلام، ابوحاتم، ابن ابی حاتم
ابوعاصم النبیل
اصحابِ ستہ
شعیب دمشقی
بخاری
ابویوسف
علی بن الجعد،
احمد
علی بن المدینی
بشر بن ولید
ابویعلی۔ابونعیم۔ابن خزیمہ
یوسف بن خالد
امام شافعی
امام مزنی
امام طحاوی
الطبرانی
عبداللہ بن ادریس
ابن مبارک
امام مالک
اصحابِ ستہ
اسد بن عمر
احمد بن منیع
احمد بن حنبل
قاسم بن معین
یحیٰ بن القطان
یحیٰ بن معین
ابویعلی
ابوالشیخ۔ابن عدی۔ابن حبان
ابن مردویہ
ابوعوانہ


امام اعظم ابو حنیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مکی بن ابراہیم
ابو عاصم بن النبیل
یزید بن ہارون
وکیع بن الجراح
علی بن مسہر
الکریمی
یحییٰ بن معین
الذہلی
الدارمی
ابو مسلم الکجی
الحارث بن
ابی اسامہ
عبد بن حمید
ابو خیثمہ
ابو بکر بن شیبہ
ابو کریب
علی بن
المدینی
علی بن حجر
ہناد بن اسدی
سوید بن سعید

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مختصر اور جامع نقشہ جات




امام اعظم ابو حنیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عبداللہ بن مبارک
زفر
یحییٰ بن سعید القطان
امام احمد
امام داؤد الطائی
ابو نعیم الاصفہانی
الخطیب البغدادی
قاضی ابو یوسف
امام شافعی
امام مزنی
امام طحاوی
امام طبرانی
یزید بن ہارون
حسن بن زیاد
امام احمد بن حنبل
یحییٰ بن معین، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، نسائی، ترمذی

﴿امامِ اعظم کے اُصول حدیث﴾

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ واحد اور منفرد بزرگ ہیں جنہوں نے قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ میں فرقِ مراتب کو ملحوظ رکھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں تعارض ہو تو حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں۔ حدیث فرد کو (اگرچہ ضعیف بھی ہو) پھر بھی اس کو قیاس پر مقدم رکھتے ہیں۔ (تذکرۃ المحدثین)

ثبوتِ حدیث کے لئے امام ابوحنیفہ کی درجِ ذیل اٹھارہ شرائط ہیں۔

(۱) امامِ اعظم ضبط کتاب کے بجائے ضبط صدر کے قائل تھے اور صرف اسی راوی سے حدیث لیتے تھے جو اس روایت کا حافظ ہو۔ (مقدمہ ابن الصلاح)

(۲) صحابہ اور فقہاء تابعین کے علاوہ اور کسی شخص کی روایت بالمعنیٰ کو قبول نہیں کرتے تھے۔ (شرح مسند امامِ اعظم)

(۳) معمولاتِ زندگی سے متعلق عام احکام میں امام اعظم ابوحنیفہ یہ ضروری قرار دیتے تھے کہ ان احکام کو ایک سے زیادہ صحابہ نے روایات کیا ہو۔ (الخیرات الحسان)

(۴) امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کو ضروری قرار دیتے تھے کہ صحابہ کرام سے روایت کرنے والے ایک یا دو شخص نہ ہوں بلکہ اتقیاء کی ایک جماعت نے صحابہ کرام سے اس حدیث کو روایت کیا ہو۔ (میزان الشریعۃ الکبریٰ)

(۵) جو حدیث عقلِ قطعی کے مخالف ہو یعنی جس سے اسلام کے کسی مسلم اُصول کی مخالفت لازم آتی ہو وہ امامِ اعظم کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔

(مقدمہ تاریخ ابن خلدون)

(۶) جو حدیث خبر واحد ہو اور وہ قرآنِ کریم پر زیادتی یا اس کے عموم کو خاص کرتی ہو امام صاحب کے نزدیک وہ بھی قبول نہیں۔ (الخیرات الحسان)

(۷) جو خبر واحد صریح قرآن کے مخالف ہو وہ بھی قبول نہیں ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح)

(۸) جو خبرِ واحد سنتِ مشہورہ کے خلاف ہو وہ بھی قبول نہیں ہے۔ (احکام القرآن)

(۹) اگر راوی کا اپنا عمل اس کی روایت کے خلاف ہو تو وہ روایت بھی قبول نہیں ہے کیونکہ یہ مخالفتِ راوی یا تو طعن کا موجب ہوگی یا نسخ کے سبب سے ہوگی۔ (نبراس)

(۱۰) جب ایک مسئلہ میں مبیح اور محرِّم دو روایت ہوں تو امامِ اعظم محرِّم کے مقابلہ میں مبیح کو قبول نہیں کرتے۔ (عمدۃ القاری)

(۱۱) ایک ہی واقعہ کے بارے میں اگر راوی کسی امر زائد کی نفی کرے اور دوسرا اثبات، اگر منفی دلیل پر مبنی نہ ہو تو نفی کی رعایت قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ نفی کرنے والا واقعہ کو اصل حال پر محمول کر کے اسے اپنے قیاس سے نفی کر رہا ہے اور اثبات کرنے والے اپنے مشاہدہ سے امر زائد کی خبر دے رہا ہے۔ (حسامی)

(۱۲) اگر حدیث میں چند خاص چیزوں پر اس کے برخلاف حکم ہو تو امامِ اعظم حکمِ عام کے مقابلے میں خاص کو قبول نہیں کرتے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری)

(۱۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صریح قول یا فعل کے خلاف اگر کسی صحابی کا قول یا فعل ہو تو وہ قبول نہیں ہوگا۔ صحابی کے خلاف کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ اسے یہ حدیث نہیں پہنچی۔ (عمدۃ القاری)

(۱۴) خبرِ واحد سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی فعل یا قول ثابت ہو اور صحابہ کی ایک جماعت نے اس سے اختلاف کیا ہو تو آثارِ صحابہ پر عمل کیا جائے

گا کیونکہ اس صورت میں یا تو حدیث صحیح نہیں ہے یا منسوخ ہو چکی ہے ورنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحیح اور صریح فرمان کے ہوتے ہوئے صحابہ کرام کی جماعت اس کی کبھی مخالفت نہ کرتی۔ (الخیرات الحسان)

(۱۵) اگر کوئی حدیث حد یا کفارہ کے بیان میں وارد ہو اور وہ صرف ایک صحابی سے مروی ہو تو قبول نہ ہوگی کیونکہ حد اور کفارات شبہات سے ساقط ہو جاتے ہیں۔

(الخیرات الحسان)

(۱۶) جس حدیث میں بعض اسلاف پر طعن کیا گیا ہو وہ قبول نہیں ہے۔

(الخیرات الحسان)

(۱۷) ایک واقعہ کے مشاہدہ کے بارے میں متعارض روایات ہوں تو اس شخص کی روایت کو قبول کیا جائے گا جو ان میں زیادہ قریب سے مشاہدہ کرنے والا ہو۔

(فتح القدیر)

(۱۸) اگر دو متعارض حدیثیں مروی ہوں کہ ایک میں قلت وسائط سے ترجیح ہو اور دوسری میں کثرت، تو کثرت کو قلتِ وسائط پر ترجیح دی جائے گی۔ (عنایہ)

امامِ اعظم کا مطمع نظر قرآن وحدیث

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں اجتہاد کے وقت میں پہلے قرآن سے مدد لیتا ہوں پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تلاش کرتا ہوں اور آخر میں اقوالِ صحابہ سے استفادہ کرتا ہوں اقوالِ صحابہ تک میرا کام اتباع ہے، صحابہ کرام سے آگے میں اتباع کو لازم نہیں سمجھتا۔ یاد رہے کہ فقہ حنفی محض امام ابوحنیفہ کی اکیلی رائے کا نتیجہ نہیں ہے، چالیس علماء کی جماعت شوریٰ کا ترتیب دیا ہوا مجموعہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت شوریٰ کے صدر تھے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ حدیث کا صحیح مفہوم ومنشاء سمجھنے والا ،اس سے مسائل اخذ کرنے والا میں نے امام ابوحنیفہ سے بڑھ کے نہیں دیکھا۔بعض مرتبہ امام صاحب سے اختلاف کر بیٹھتا ہوں مگر بالآخر احساس ہو جاتا کہ امام صاحب کی نظر مجھ سے زیادہ گہری ہے۔

قاعدۂ حدیث﴾ امام یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کا شمار صحیح حدیثیں بیان کرنے والوں میں سے ہے۔امام ابوحنیفہ نے صحت کے لئے شرط قرار دے رکھی تھی کہ وہ سننے کے بعد برابر یاد رہنی چاہیے ،یاد نہ رہتی تو اسے روایت نہیں کرتے تھے۔امام ابوحنیفہ دین کے معاملہ میں نہایت قابلِ اعتماد تھے۔

حضرت راشد بن حکیم فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے اعلیٰ عالم میں نے نہیں دیکھا۔

حضرت جابر بن ربیع کا بیان ہے کہ میں نے پانچ برس امام ابوحنیفہ کی صحبت میں گزارے، ان جیسے خاموش انسان کم ہوں گے لیکن جب بولتے تھے تو علم کا دریا بہادیتے تھے۔

امام عبداللہ ابن داؤد فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کا امت پر یہ حق ہے کہ نمازوں کے بعد ان کے واسطے دعائیں کی جائیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگردِ رشید اور اپنی مجلسِ شوریٰ کے ممتاز رکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہدایت کر رکھی تھی کہ ہر بات فوراً نہ لکھ لیا کرو، دماغ کو سوچنے کا موقعہ دیا کرو۔ایک ایک مسئلہ تین تین دن زیر بحث رہتا تھا، جب سب متفق ہو جاتے تو اسے قلمبند کیا جاتا تھا۔ارکانِ مجلسِ شوریٰ کو اجازت تھی کہ خوب جرح وقدح کرو، اندھا دھند میری رائے مت مانو۔

ائمہ حدیث نے کیا فرمایا﴾ یہی وجوہات تھیں کہ آپ کے معاصرین اور بعد کے ائمہ مجتہدین نے آپ کی علمی اور عملی کمالات کی تعریف وتحسین کی۔

خلف بن ایوب ﴿ خلف بن ایوب ببانگِ دہل کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا اور وہ علم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام تک پہنچایا۔ صحابہ نے تابعین کو، تابعین سے وہ علم امامِ اعظم ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو ملا۔ حق یہی ہے خواہ اس پر کوئی راضی ہو یا ناراض۔

عبداللہ بن مبارک ﴿ ابن عینیہ، عبداللہ ابن مبارک سے نقل کرتے ہیں کہ ابوحنیفہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ عبداللہ بن مسعود کے پوتے حضرت قاسم کہا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کی مجلس سے زیادہ فیض رساں اور کوئی مجلس نہیں ہے۔ (تاریخ بغداد)

مسعر بن کدام ﴿ آپ نے فرمایا مجھے صرف دو آدمیوں پر رشک آتا ہے۔ ابوحنیفہ پر ان کے فقہ کی وجہ سے اور حسن بن صالح پر ان کے زہد وتقویٰ سے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام مالک سے کسی نے سوال کیا کہ کیا آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا تھا؟ فرمایا ہاں میں نے انہیں ایسا شخص پایا کہ اگر وہ اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہتے تو اپنے علم کے زور پر ایسا کر سکتے تھے۔

امام وکیع ﴿ کسی نے حضرت وکیع سے کہا امام ابوحنیفہ نے فلاں مسئلے میں غلطی کھائی ہے۔ حضرت وکیع نے فرمایا ابوحنیفہ سے غلطی ہونی مشکل ہے۔ ان کے پاس امام ابو یوسف جیسے ذہین وفہیم، امام یحییٰ بن ابی زاہدہ، امام حفص بن غیاث اور امام حبان جیسے حفاظِ حدیث اور قاسم بن معین جیسے تاریخ داں اور امام داؤد طائی اور حضرت فضیل بن عیاض جیسے زاہد ومتقی جمع ہیں۔

امام ابوداؤد ﴿ جن کا مجموعۂ احادیث صحاح ستہ میں شامل ہے۔ جب امام ابوحنیفہ کے

عہدۂ قضا قبول نہ کرنے اور اس کی سزا میں کوڑے کھانے کا ذکر کرتے تھے تو رو پڑتے تھے اور ان کے لئے دعائے رحمت مانگتے تھے۔

امام شعبہ ﴿ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے شیخ اور بصرہ کے امام تھے۔امام ابوحنیفہ کی وفات پر افسوس کیا اور کہا ''کوفہ میں اندھیرا ہوگیا''

حافظ ذہبی ﴿ الامام الحافظ مسعر بن کدام سے جو زمانۂ طالب علمی میں کوفہ کے اندر امام صاحب کے رفیق تھے نقل کرتے ہیں ''میں امامِ اعظم کا رفیقِ مدرسہ تھا، وہ علم وحدیث کے طالبِ علم بنے تو حدیث میں ہم سے آگے نکل گئے۔یہی حال زہد وتقویٰ میں ہوا اور فقہ کا معاملہ تو تمہارے سامنے ہے۔(مناقبِ ذہبی، صفحہ ۲۷)

مضبوط چٹان ﴿ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سربراہ حکومت عباسیہ ابوجعفر منصور کے سامنے برسرِ دربار بتایا ہے، ربیع بن یونس کہتے ہیں کہ امامِ اعظم ابوحنیفہ امیر المومنین ابوجعفر منصور کے پاس آئے، اس وقت دربار میں امیر کی خدمت میں عیسیٰ بن موسیٰ بھی موجود تھے۔عیسیٰ نے امیر المومنین کو مخاطب کرکے کہا اے امیر المومنین ''**ھـذا عالم الدنیا الیوم**'' یہ آج تمام دنیا کے عالم ہیں۔ابوجعفر منصور نے امام اعظم سے دریافت کیا کہ اے نعمان! تم نے کن لوگوں کا علم حاصل کیا ہے؟ امام صاحب نے فرمایا امیر المومنین میں نے فاروقِ اعظم، علی المرتضیٰ، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا علم حاصل کیا ہے۔ابوجعفر نے کہا کہ آپ تو علم کی ایک مضبوط چٹان پر کھڑے ہیں۔(تاریخ بغداد، جامع المسانید)

امام لیث ﴿ آپ فرماتے ہیں کہ میں امامِ اعظم کی شہرت سنتا تھا۔حسنِ اتفاق سے مکہ میں اس طرح ملاقات ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص پر ٹوٹے پڑے

جارہے ہیں۔مجمع میں، میں نے ایک شخص کی زبان سے سنا کہ اے ابوحنیفہ! میں نے جی میں کہا کہ تمنا بر آئی یہی امام ابوحنیفہ ہیں۔(مناقب ابی حنیفہ للذہبی، صفحہ۲۲)

امام ابوعاصم ﴾ امام ابوجعفر طحاوی نے بکار بن قتیبہ کے حوالے سے امام ابوعاصم کی زبانی نقل کیا ہے کہ ''ہم مکہ میں امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہتے تھے آپ کے پاس اربابِ فقہ اور اصحابِ حدیث کا ہجوم ہوگیا۔آپ نے فرمایا کیا کوئی ایسا شخص نہیں جو صاحبِ خانہ کو کہہ کر ہم سے ان لوگوں کو ہٹوائے''

(مقدمہ اعلاء السنن، صفحہ۷۶)

یزید بن ہارون ﴾ حافظ ابن عبدالبر نے مشہور محدث یزید بن ہارون کا امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ تاثر نقل کیا ہے کہ ''میں نے ہزار محدثین کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا ہے اور ان میں اکثر سے احادیث لکھی ہیں لیکن ان سب میں سے سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ پارسا اور سب سے زیادہ عالم صرف پانچ ہیں، ان میں اولین مقام امام ابوحنیفہ کا ہے''(جامع بیان العلم وفضلہ الانتقاء، صفحہ۱۶۳)

﴿قیاس یا قرآن وحدیث﴾

بعض لوگ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بجائے حدیث پر عمل کرنے، قیاس کا طعنہ دیتے ہیں جو سراسر غلط ہے۔اس پر بہت قوی دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ابو مطیع فرماتے ہیں کہ میں جامعہ کوفہ میں بروز جمعہ امام صاحب کی خدمت میں تھا کہ سفیان ثوری، مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ اور جعفر صادق وغیرہ فقہاء تشریف لائے

اور کہا ہم نے سنا ہے کہ آپ دین میں اپنے قیاس سے کام لیتے ہیں اور ہم آپ کے لئے اس بات سے ڈرتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ کام شیطان نے کیا۔ آپ نے صبح سے دوپہر تک ان کے ساتھ دلائلِ قاہرہ سے مناظرہ کر کے اپنا مذہب پیش کیا اور ثابت کیا کہ میں قرآنِ کریم کو عمل میں سب سے مقدم کرتا ہوں، پھر حدیثِ پاک کو پھر اقضیۂ صحابہ کو جس پر سب متفق ہوں، بعدازاں قیاس کرتا ہوں۔ تب سب نے کھڑے ہو کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا "انت سید العلماء" (آپ علماء کے سردار ہیں) ہماری غلطی معاف فرمائیں جو آپ کے حق میں بغیر علم کے ہم سے ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا "غفر اللّٰہ لنا ولکم اجمعین"

اسی طرح امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی ایسا واقعہ پیش آیا۔ آپ نے فرمایا تم قیاس کی بناء پر ہمارے دادا کی حدیثوں سے انکار کرتے ہو۔ آپ نے نہایت ادب سے کہا "عیاذاباللّٰہ" حدیث کی کون مخالفت کرسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا مرد ضعیف ہے یا عورت۔ امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا عورت۔ آپ نے فرمایا وراثت میں مرد کا زیادہ حصہ ہے یا عورت کا؟ تو امام باقر نے فرمایا مرد کا تو امام صاحب نے فرمایا اگر میں قیاس لگاتا تو کہتا کہ عورت کو زیادہ حصہ دیا جائے کیونکہ ضعیف کو ظاہر قیاس کی بناء پر زیادہ حصہ ملنا چاہیے۔ پھر پوچھا نماز افضل ہے یا روزہ؟ امام باقر نے فرمایا نماز، امام صاحب نے فرمایا اعتبار قیاس حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب ہونی چاہیے نہ کہ روزہ کی حالانکہ میں روزہ ہی کی قضا کا فتویٰ دیتا ہوں۔ اس پر امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر خوش ہوئے کہ اٹھ کر ان کی پیشانی چوم لی۔

(سیرۃ نعمان بحوالہ عقود الجمان)

ازالۂ وہم﴿سترہ حدیث والی روایت مردود اور شاذ ہے جس کو نواب صدیق حسن نے ابجد العلوم بحوالہ مقدمہ ابن خلدون میں روایت کیا ہے یا سہو کاتب ہے اور یہی پچھلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ اتنا بڑا امام بلکہ امام الائمۃ المحدثین کے لئے سترہ حدیثوں کا جاننا مضحکہ خیز ہے جبکہ ان کے ادنیٰ سے ادنیٰ تلامذہ سینکڑوں روایت کے حافظ ہوگزرے ہیں اور جہاں تک فقیر اُویسی کے مطالعہ کا تعلق ہے یہ روایات سوائے ابن خلدون کے اور کسی سے نہیں ملتی۔ حالانکہ اس مؤرخ سے بہت بڑے محقق مورخین سابقین اور لاحقین سب نے امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہزاروں احادیث کا حافظ لکھا اور مانا ہے اگر ابن خلدون نے لکھ بھی دیا تو کسی ایک مؤرخ کی غلطی حقیقت نہیں بن جاتی اور ایسے مؤرخین سے ہزاروں غلطیاں ہوتی رہتی ہیں اور ابن خلدون تو ویسے بھی بچند وجوہ مذہباً مخدوش بھی ہے۔

نافرجام کا انجام برباد﴿سید ابوبکر غزنوی نے اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد ایک کتاب مضمون بہ ''داؤد غزنوی'' تحریر کی جس میں یہ عبرناک واقعہ سپردِ قلم کیا۔

مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ نے ایک بار مولانا عبدالجبار غزنوی کی ولایت کا ایک واقعہ سنایا وہ واقعہ یوں تھا کہ امرتسر میں ایک محلّہ تیلیاں تھا جس میں اہلحدیث (وہابی) حضرات کی اکثریت تھی۔ اس محلّہ کی مسجد اسی نسبت سے مسجد تیلیاں والی کہلاتی تھی وہاں عبدالعلی نامی ایک مولوی امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی سے پڑھا کرتے تھے۔ ایک بار مولوی عبدالعزیز نے کہا ابوحنیفہ سے تو میں اچھا اور بڑا ہوں کہ ان کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں۔ اس بات کی اطلاع مولانا عبدالجبار غزنوی کو پہنچی وہ

بزرگوں کا بہت ادب واحترام کرتے تھے، اُنہوں نے یہ بات سنی تو اُن کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا اُنہوں نے حکم دیا کہ اس نالائق عبدالعلی کو مدرسہ سے نکال دو۔ وہ طالب علم جب مدرسہ سے نکالا گیا تو مولانا عبدالجبار غزنوی نے فرمایا کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہوجائے گا۔

مفتی محمد حسن راوی ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہوگیا اور لوگوں نے اسے ذلیل کرکے مسجد سے نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد کسی نے مولانا عبدالجبار غزنوی سے معلوم کیا کہ حضرت آپ کو کیسے علم ہوگیا تھا کہ یہ عنقریب کافر ہوجائے گا۔ فرمانے لگے کہ جس وقت اس کی گستاخی کی اطلاع ملی اس وقت بخاری شریف کی یہ حدیث سامنے آگئی ''جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں'' میری نظر میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولی اللہ تھے۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہوگیا تو جنگ میں ہر فریق دوسرے کی اعلیٰ چیز کو چھینتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایمان سے اعلیٰ کوئی چیز نہیں اس لئے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا ہے؟؟؟ (مولانا داؤد غزنوی، مصنف سید ابوبکر غزنوی، صفحہ ۱۹۱، ۱۹۲)

سبق﴾ اس واقعہ کو بار بار غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ اس میں بصائر وعبرت کا کس قدر سامان ہے۔ خاص طور پر وہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں جنہوں نے صحابہ کرام اور آئمہ مجتہدین اور اولیاء کرام پر عموماً اور امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خصوصاً طعن وتشنیع اور ان کی جرح وتنقیص کو اپنی زندگی کا مشن بنا رکھا ہے۔ تقریروں، تحریروں اور خطبوں میں ان کو مطعون اور مجروح کرنے کو دین کی بہت بڑی خدمت سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو چشمِ بصیرت عطا فرمائے اور حضرت امامِ اعظم رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ان کو انصاف واعتدال کی راہ پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

وصال ﴿ شبلی نعمانی اپنی تصنیف ''امامِ اعظم'' میں لکھتا ہے کہ ۱۳۶ھ کو ابوالعباس سفاح کے بعد اس کا بھائی منصور تخت نشین ہوا۔ منصور نے اپنے عہد حکومت میں امام صاحب کو قید کیا۔ قید کرنے کے باوجود منصور مطمئن نہ تھا۔ بغداد دارالخلافہ ہونے کی وجہ سے علوم وفنون کا مرکز بن گیا تھا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی، قید کی حالت نے ان کے اثر اور قبولِ عام بجائے کم کرنے کے اور زیادہ کر دیا تھا۔ قید خانہ میں بھی آپ کا سلسلۂ تعلیم برابر قائم رہا۔ امام محمد نے جو فقہ حنفی کے دست و بازو ہیں، قید خانے ہی میں ان سے تعلیم پائی۔ ان وجوہ سے منصور کو امام صاحب کی طرف سے جو اندیشہ تھا وہ قید کی حالت میں بھی باقی رہا جس کی آخری تدبیر یہ تھی کہ بے خبری میں ان کو زہر دلوا دیا۔ جب ان کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو سجدہ کیا اور اسی حالت میں اگست، یکشنبہ ماہ رجب ۱۵۰ھ بمطابق ۷۶۷ء میں وصال پایا۔ جہاں پر آپ نے انتقال فرمایا وہاں آپ نے سات ہزار قرآنِ کریم کے ختم کئے تھے۔

(حوالہ حیاۃ الحیوان)

نمازِ جنازہ ﴿ آپ کی نمازِ جنازہ پچاس ہزار آدمیوں نے چھ بار پڑھی۔ آخری نماز آپ کے صاحبزادے حضرت حماد نے پڑھائی۔ ''تحفۃ الابرار'' میں بحوالہ ''تاریخ اولیاء خزینۃ الاصفیاء'' وغیرہ لکھا ہے کہ آپ کے جنازے کی نماز میں آٹھ لاکھ آدمی تھے اور ساٹھ ہزار عورتیں اور ایک روایت میں دو کروڑ آئے ہیں۔ اس روز بیس ہزار یہود ونصاری ومجوسی مسلمان ہوئے۔ آپ کا روضہ مبارک بغداد قدیم میں حاجت برآری

کے لئے تریاق کا کام دیتا ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قضائے حاجات کے لئے بسا اوقات روضہ پر تشریف لے جاتے اور بپاسِ ادب صبح کی نماز میں اپنے مسلک کے مطابق دعائے قنوت نہ پڑھتے اور نہ بسم اللہ جہر سے کہتے۔ابو سعید شاہ سلجوقی نے چار سو انسٹھ (۴۵۹ھ) میں آپ کی قبر پر ایک گنبد کلاں بنوا کر اس کے پاس ایک بڑا مدرسہ حنفیوں کے لئے تعمیر فرمایا۔آپ کی اولاد میں آپ کے بیٹے حضرت حماد تھے جن کے الحمد مکمل ہونے پر امام موصوف نے معلم کو پانچ سو درہم نذر کئے۔

﴿رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظروں میں﴾

"تذکرۃ الاولیاء" میں مذکور ہے کہ جب آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک پر آئے اور کہا "**السلام علیک یا سید المرسلین** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم" جواب ملا "**وعلیکم السلام یا امام المسلمین**"

امامِ اعظم کا جھنڈا قیامت میں ﴿حضور داتا گنج بخش حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "**کشف المحجوب**" میں لکھتے ہیں "حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا حضور میں آپ کو کہاں تلاش کروں فرمایا "**عند علم أبی حنیفة**" (علم ابی حنیفہ کے نزدیک) (**کذا فی روح البیان**)

فقط والسلام

محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ